مراجع اصلیہ کی پھر دو قسمیں ہیں:

خصوصی مراجع اصلیہ اور عمومی مراجع اصلیہ۔ مثلاً اگر کوئی طالب علم تاریخ پر مقالہ لکھ رہا ہے تو اس کی ''خصوصی مراجع اصلیہ'' تاریخی کتابیں ہی ہوں گی۔ البتہ اگر دوران تحقیق کسی آیت، حدیث سے استشہاد کی ضرورت پیش آئی اور اس نے کتب تفسیر و حدیث کی طرف مراجعت کی تاکہ اس تفسیری نکتے یا حدیث کی صحت کے بارے میں مفسرین و محدثین کا تبصرہ نقل کرے یا دوران تحقیق کسی لفظ کا لغوی معنی بیان کرنے کی ضرورت پڑی، مثلاً وہ خلافت یا امامت میں فرق بیان کرنا چاہتا ہے اور اس کے لیے کتب لغت یا شعر کے دیوان سے حوالہ دیتا ہے تو یہ ''عمومی مراجع اصلیہ'' ہوں گے۔
مراجع اصلیہ ہی مقالے میں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، کیونکہ یہ موضوع پر مشتمل مواد کا قدیم اور مستند ذخیرہ ہوتا ہے۔ مراجع اصلیہ سے جتنا زیادہ استفادہ ہو اور ان سے مستفاد حقائق جتنے زیادہ ہوں، اتنا ہی مقالے کا معیار بڑھے گا، خصوصاً جب یہ حقائق اور معلومات ایسی ہوں کہ مقالہ نگار سے پہلے ان تک کسی کی رسائی ہو اور نہ کسی نے ان کو بطور اقتباس نقل کیا ہو۔

۲۔ثانوی ماخذ:

ثانوی ماخذ وہ مراجع ہیں جن میں اور تحقیق نگار میں ایک یا زیادہ واسطوں کا فاصلہ ہو۔ یعنی وہ ماخذ جن میں کسی ناقل نے مراجع اصلیہ سے مواد لے کر اپنے اسلوب و انداز میں پیش کیا ہو۔
اگر طالب علم کو ثانوی مراجع میں ایسا مواد مل جائے جو مقالے کے لیے ضروری ہو تو اسے چاہئے کہ ان پر اعتماد کرنے کے بجائے مراجع اصلیہ کی طرف رجوع کرے اور اس اقتباس یا محوّلہ کلام کے اصل ماخذ تک رسائی حاصل کر کے اسے اس کے سیاق و سباق کے ساتھ مطالعہ کرے۔ طالب علم کو چند مرتبہ کے تجربے سے معلوم ہو جائے گا کہ مراجع اصلیہ کو خود اپنی نظر سے دیکھنا کتنا ضروری ہوتا ہے؟ کیونکہ کچھ ثانوی مراجع ایسے ہیں جن میں مراجع اصلیہ سے منقول عبارات سمجھنا مشکل ہوتا ہے یا وہ مواد ثانوی

www.alghanipublisher.com